تنوع میں اتحاد

باب26

فرقہ واریت کی برائی

فرقہ واریت کی تعریفیں

کسی خاص فرقے (سیاسی، نسلی یا مذہبی) سے تنگ نظری اکثر مختلف فرقوں یا مختلف عقائد رکھنے والوں کے ساتھ تصادم کا باعث بنتی ہے۔

تصوراتی سطح پر، فرقہ واریت میں تعصب اور امتیاز شامل ہے۔ حقیقی دنیا میں، فرقہ وارانہ تنازعات اکثر دوسرے فرقوں یا گروہوں پر کیے جانے والے تشدد اور ظلم وستم کی کارروائیوں کی بنیاد بنتے ہیں۔ اتحاد کی خلاف ورزی اکثر محض دنیاوی لالچ اور اقتدار کے حصول کے لیے دھڑے بندیوں کا نتیجہ ہوتی ہے۔

باہمی حسد

(پہلے تو سب) لوگوں کا ایک ہی مذہب تھا (لیکن وہ آپس میں اختلاف کرنے لگے) تو اللہ نے (ان کی طرف) بشارت دینے والے اور ڈر سنانے والے پیغمبر بھیجے اور ان پر سچائی کے ساتھ کتابیں نازل کیں تاکہ جن امور میں لوگ اختلاف کرتے تھے ان کا ان میں فیصلہ کردے۔ اور اس میں اختلاف بھی انہیں لوگوں نے کیا جن کو کتاب دی گئی تھی باوجود یہ کہ ان کے پاس کھلے ہوئے احکام آچکے تھے (اور یہ اختلاف انہوں نے صرف) آپس کی ضد سے (کیا) تو جس امر حق میں وہ اختلاف کرتے تھے اللہ نے اپنی مہربانی سے مومنوں کو

اس کی راہ دکھادی۔ اور اللہ جس کو چاہتا ہے سیدھا رستہ دکھا دیتا ہے ﴿۲۱۳﴾

جملہ "باہمی حسد سے باہر" سے مراد پہلے کے الہام کے پیروکاروں میں سے مختلف مذہبی گروہ ہیں جنہوں نے وقت کے ساتھ ساتھ مختلف فرقوں میں اپنے آپ کو مضبوط کر لیا۔ ان میں سے ہر ایک حسد کے ساتھ اپنے اپنے اصولوں، عقیدے اور رسومات کی حفاظت کر رہا تھا اور عبادت کے دیگر تمام طریقوں سے شدید عدم برداشت کا شکار ہو رہا تھا۔

اور ان لوگوں کی طرح نہ ہونا جو متفرق ہو گئے اور احکام بین آنے کے بعد ایک دوسرے سے (خلاف و) اختلاف کرنے لگے یہ وہ لوگ ہیں جن کو قیامت کے دن بڑا عذاب ہو گا ﴿۱۰۵﴾

قرآن میں ان یہودیوں، عیسائیوں اور مسلمانوں کا حوالہ دیا گیا ہے جو ان بنیادی مذہبی اصولوں سے ہٹ گئے ہیں جن پر وپ اصل میں مکمل طور پر عمل پیرا تھے اور نظریے اور اخلاقیات سے ہٹ کر مختلف سمتوں میں چلے گئے ہیں (دیکھیں 3:105)۔ مثالوں میں اسلام کے اندر سنی بمقابلہ شیعہ، یہودیت کے اندر آرتھوڈوکس اور اصلاح، اور عیسائیت کے اندر پروٹسٹنٹ اور کیتھولک شامل ہیں۔ قرآن تمام فرقہ واریت کی مذمت کرتا ہے جو عدم برداشت سے پیدا ہوتی ہے، صرف سچے دعویداروں کے لیے جو باہمی طور پر خصوصی دعوے کرتے ہیں، جبکہ باقی سب غلط سمت میں ہیں۔

ایک اللہ، ایک قوم

فرقوں کی تشکیل اور تقسیم

تو پھر آپس میں اپنے کام کو متفرق کر کے جدا جدا کر دیا۔ جو چیزیں جس فرقے کے پاس ہے وہ اس سے خوش ہو رہا ہے ﴿۵۳﴾

(مومنو) اُسی (اللہ) کی طرف رجوع کئے رہو اور اس سے ڈرتے رہو اور نماز پڑھتے رہو اور مشرکوں میں نہ ہونا ﴿۳۱﴾ (اور نہ) اُن لوگوں میں (ہونا) جنہوں نے اپنے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور (خود) فرقے فرقے ہو گئے۔ سب فرقے اسی سے خوش ہیں جو اُن کے پاس ہے ﴿۳۲﴾

مندرجہ بالا آیات ان تمام لوگوں سے مخاطب ہیں جو حقیقی معنوں میں اللہ پر ایمان رکھتے ہیں، خواہ ان کا کوئی بھی تاریخی فرقہ ہو، اور اس کا اطلاق تمام انبیاء کے پیروکاروں پر ہوتا ہے۔ وقت کے ساتھ ساتھ مختلف مذہبی گروہوں نے اپنے آپ کو مختلف "فرقوں" میں تقسیم کر لیا، ان میں سے ہر ایک تعصب کے ساتھ اپنے اپنے اصولوں، عقیدوں اور رسومات کی حفاظت کرتا تھا، اور عبادت کے دیگر تمام طریقوں سے شدید عدم برداشت کا مظاہرہ کرتا تھا (دیکھیں 22:67)۔ مندرجہ بالا مذمت محمد ﷺ کے آخری زمانے کے پیروکاروں پر بھی لاگو ہوتی ہے، اور اس طرح ہمارے زمانے میں پورے عالم اسلام میں رائج نظریاتی اختلاف کی پیشین گوئی اور مذمت ہے۔

فرقہ واریت کے پیچھے لالچ اور طاقت

تو ان کو ایک مدت تک ان کی غفلت میں رہنے دو﴿۵۴﴾ کیا یہ لوگ خیال کرتے ہیں کہ ہم جو دنیا میں ان کو مال اور بیٹوں سے مدد دیتے ہیں﴿۵۵﴾

لیکن انہیں اس وقت تک چھوڑ دو جب تک کہ وہ خود اپنی غلطی کا احساس نہ کر لیں۔ یہ جملہ آخری رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان تمام لوگوں کے لیے ہے جو حقیقی معنوں میں ان کی پیروی کرتے ہیں۔ کیا وہ یہ سمجھتے ہیں کہ اللہ انہیں دنیاوی خوشحالی دے لیکن چاہتا ہے کہ وہ مادی اشیاء اور آسائشوں کی دوڑ میں ایک دوسرے سے مقابلہ کریں، جس کی شناخت وہ غلطی سے اچھے کام کرنے سے کرتے ہیں؟ مادی خوشحالی حتمی بھلائی نہیں ہے، اور پچھلے حوالے سے جس اتحاد کی بات کہی گئی ہے وہ اکثر محض دنیاوی لالچ اور اقتدار کے حصول کے لیے گروہی جدوجہد کا نتیجہ تھا۔

قیامت کے دن کا عذاب

تو (اس سے) ان کی بھلائی میں جلدی کر رہے ہیں (نہیں) بلکہ یہ سمجھتے ہی نہیں﴿۵۶﴾ جو اپنے پروردگار کے خوف سے ڈرتے ہیں﴿۵۷﴾ اور جو اپنے پروردگار کی آیتوں پر ایمان رکھتے ہیں﴿۵۸﴾ اور جو اپنے پروردگار کے ساتھ شریک نہیں کرتے﴿۵۹﴾ اور جو دے سکتے ہیں دیتے ہیں اور ان کے دل اس بات سے ڈرتے رہتے ہیں کہ ان کو اپنے پروردگار کی لوٹ کر جانا ہے﴿۶۰﴾ یہی لوگ

نیکیوں میں جلدی کرے اور یہی اُن کے لئے آگے نکل جاتے ہیں ﴿۶۱﴾ اور ہم کسی شخص کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتے اور ہمارے پاس کتاب ہے جو سچ سچ کہہ دیتی ہے اور ان لوگوں پر ظلم نہیں کیا جائے گا ﴿۶۲﴾ مگر ان کے دل ان (باتوں) کی طرف سے غفلت میں (پڑے ہوئے) ہیں، اور ان کے سوا اور اعمال بھی ہیں جو یہ کرتے رہتے ہیں ﴿۶۳﴾ یہاں تک کہ جب ہم نے ان میں سے آسودہ حال لوگوں کو پکڑ لیا تو وہ اس وقت چلائیں گے ﴿۶۴﴾ آج مت چلاؤ! تم کو ہم سے کچھ مدد نہیں ملے گی ﴿۶۵﴾

ان کے بدترین اعمال، عقیدہ پرستانہ دعوے ہیں، جیسے اللہ کے علاوہ کسی اور مخلوق کو اللہیٰ صفات میں شریک ٹھہرانا، اولیاء کی عبادت کرنا، یا الٰہی انکشافات کو رد کرنا، جو ان کی اپنی پسند اور ناپسند یا ان کے روایتی طرز فکر کے مطابق نہیں ہیں۔

اتحاد اور نیک کاموں کی خلاف ورزی

یہ تمہاری جماعت ایک ہی جماعت ہے اور میں تمہارا پروردگار ہوں تو میری ہی عبادت کیا کرو ﴿۹۲﴾ اور یہ لوگ اپنے معاملے میں باہم متفرق ہوگئے۔ (مگر) سب ہماری طرف رجوع کرنے والے ہیں ﴿۹۳﴾ جو نیک کام کرے گا اور مومن بھی ہوگا تو اس کی کوشش رائیگاں نہ جائے گی۔ اور ہم اس کے لئے (ثواب اعمال) لکھ رہے ہیں ﴿۹۴﴾

وحدانیت کا اصول جیسا کہ اسے ان تمام لوگوں کے اتحاد میں ظاہر ہونا چاہیے جو اس پر ایمان رکھتے ہیں۔ دوسرے شخص کی جمع سے تیسرے شخص کی طرف گفتگو کا اچانک موڑ ان لوگوں کے بارے میں اللہ کی شدید ناپسندیدگی کی نشاندہی کرتا ہے جو مومنین کے اتحاد کو

توڑنے کے مجرم ہیں یا تھے۔

بائبل کے پیروکاروں کے درمیان فرقہ واریت

اور یہ لوگ جو الگ الگ ہوئے ہیں تو علم (حق) آچکنے کے بعد آپس کی ضد سے (ہوئے ہیں)۔ اور اگر تمہارے پروردگار کی طرف سے ایک وقت مقرر تک کے لئے بات نہ ٹھہر چکی ہوتی تو ان میں فیصلہ کر دیا جاتا۔ اور جو لوگ ان کے بعد (اللہ کی) کتاب کے وارث ہوئے وہ اس (کی طرف) سے شبہے کی الجھن میں (پھنسے ہوئے) ہیں ﴿۱۴﴾

دین تو اللہ کے نزدیک اسلام ہے اور اہل کتاب نے جو (اس دین سے) اختلاف کیا تو علم ہونے کے بعد آپس کی ضد سے کیا اور جو شخص اللہ کی آیتوں کو نہ مانے تو اللہ جلد حساب لینے والا (اور سزا دینے والا) ہے ﴿۱۹﴾

مندرجہ بالا اقتباسات نہ صرف بائبل کے پیروکاروں کا حوالہ دیتے ہیں، بلکہ ان تمام کمیونٹیز کا حوالہ دیتے ہیں جو ایک نازل شدہ صحیفے پر اپنے خیالات کی بنیاد رکھتے ہیں۔ ان تمام برادریوں نے سب سے پہلے اللہ کی وحدانیت کے نظریے کو مان لیا اور یہ مان لیا کہ انسان کا اللہ کے سامنے خودسپردگی (اسلام اپنے اصل مفہوم میں) تمام حقیقی مذاہب کا جوہر ہے۔ پہلے وحی کے پیروکاروں نے اپنے اتحاد کو اس وقت تک نہیں توڑا جب تک کہ ان کے پاس علم نہ آگیا یعنی یہ علم کہ اللہ ایک ہے اور اس کے تمام انبیاء کی تعلیمات بنیادی طور پر ایک ہی تھیں۔ ان کے بعد کے اختلاف فرقہ وارانہ غرور اور باہمی اختصاص کا نتیجہ تھے۔ وہ لوگ جنہوں نے بائبل کا حوالہ دیتے ہوئے اپنی الہامی تحریر وراثت میں حاصل کی تھے اور بعد کے زمانے میں اس کے پیروکار اس شک میں ہیں کہ آیا متعلقہ صحیفہ واقعی اللہ کی طرف سے نازل ہوا ہے اور آخر کار یہ کہ آیا الہامی وحی کے تصور میں کوئی صداقت ہے یا نہیں۔

2:213 اور مزید واضح طور پر، 23:53 دیکھیں، جو اس بیان کے فوراً بعد آتا ہے کہ "یہ آپ کی برادری ایک واحد برادری ہے۔"

تمام تقسیم کرنے والوں کو دور کریں۔

جن لوگوں نے اپنے دین میں (بہت سے) رستے نکالے اور کئی کئی فرقے ہو گئے ان سے تم کو کچھ کام نہیں ان کا کام اللہ کے حوالے پھر جو کچھ وہ کرتے رہے ہیں وہ ان کو (سب) بتائے گا﴿۱۵۹﴾

سچا مذہب کیا ہے؟

دین تو اللہ کے نزدیک اسلام ہے اور اہل کتاب نے جو (اس دین سے) اختلاف کیا تو علم ہونے کے بعد آپس کی ضد سے کیا اور جو شخص اللہ کی آیتوں کو نہ مانے تو اللہ جلد حساب لینے والا (اور سزا دینے والا) ہے﴿۱۹﴾

ایک آئیڈیل کمیونٹی کے اوصاف

اور سب مل کر اللہ کی (ہدایت کی رسی) کو مضبوط پکڑے رہنا اور متفرق نہ ہونا اور اللہ کی اس مہربانی کو یاد کرو جب تم ایک دوسرے کے دشمن تھے تو اس نے تمہارے دلوں میں الفت ڈال دی اور تم اس کی مہربانی سے بھائی بھائی ہو گئے اور تم آگ کے گڑھے کے کنارے تک پہنچ چکے تھے تو اللہ نے تم کو اس سے بچا لیا اس طرح اللہ تم کو اپنی آیتیں کھول کھول کر سناتا ہے تاکہ تم ہدایت پاؤ﴿۱۰۳﴾ اور تم میں ایک جماعت ایسی ہونی چاہیئے جو لوگوں کو نیکی کی طرف بلائے اور اچھے کام کرنے کا حکم دے اور برے کاموں سے منع کرے یہی لوگ ہیں جو نجات پانے والے ہیں﴿۱۰۴﴾

سام دشمنی

لفظ "سام دشمنی" کا مطلب عام طور پر یہودیوں کے خلاف تعصب ہے، جس کی جڑ اکثر ان کے نسلی پس منظر، ثقافت، اور/یا مذہب سے نفرت میں پائی جاتی ہے۔ سام دشمنی نسل پرستی اور فرقہ واریت کا ایک مہلک امتزاج ہے۔ عیسیٰؑ کو مصلوب کرنے میں یہودیوں کا کردار عیسائیوں میں سام دشمنی کی ایک اہم وجہ ہے۔ یہودیوں کی نفرت میں نسلی اور معاشی وجوہات بھی اپنا کردار ادا کرتی ہیں، جو مغربی تہذیب میں گہرائی تک پیوست ہے۔ یہودیوں کی بد قسمتی تھی کہ عیسائی عیسیٰؑ کے لیے اہم تھے۔ ایک بار جب عیسائیت نے دوسری صدی میں فیصلہ کیا کہ وہ یہودیت پر سبقت لے جائے گی، تو اس کے لیے یہودیوں کی گمشدگی کی ضرورت تھی۔ اس لیے عیسائی مذہب ایک نئے عہد کو پورا کر سکتا ہے جس نے پرانے عہد کو باطل کر دیا۔ یہودیوں کی استقامت، خواہ ان کی تعداد کم ہو، اس ناکامی کی مستقل یاد دہانی کا کام کرتی ہے۔ جواب، تاریخی طور پر، یہودیوں کو تباہ کرنے کے لیے تھا، لیکن ہر قتل عام کے ساتھ، زندہ بچ جانے والوں نے بھی عیسائیوں کو ان کے امن کے پیغام کے نیچے منافقت کی یاد دلانے کا کام کیا۔ یہاں تک کہ عیسائیوں کا علم بھی دشمنی ہے۔ وحی کی کتاب کے لفظی پڑھنے کے مطابق، جب بے خودی آئے گی، عیسائیوں کو جنت میں لے جایا جائے گا، اور یہودیوں کو دجال، طاعون، زخم، پھوڑے، مینڈک اور دیگر عذابوں سے نمٹنے کے لیے پیچھے چھوڑ دیا جائے گا۔

باب 27

تنوع کا الٰہی قانون

تنوع وجود کا جوہر ہے۔

اربوں انسانوں میں سے ایک بھی بالکل یکساں نہیں ہے۔ زمین کے تمام درختوں پر کھربوں پتوں میں سے ایک بھی دوسرے جیسا نہیں ہے۔ اپنی لامحدود حکمت میں، اللہ نے تمام رنگوں اور عقیدوں کے لوگوں کو پیدا کیا۔ تنوع ہمارے وجود کے ہر شعبے میں موجود ہے، حیاتیاتی تنوع، نسلی، مذہبی، زبانیں، ثقافتی تنوع وغیرہ۔ لہٰذا، کسی بھی بنیاد پر امتیازی سلوک اللہ کی تخلیق کا انکار اور ایک گناہ والا عمل ہے۔ مختلف ثقافتوں، نسلوں، نسلوں، ممالک یا مذاہب کے لوگ ایک عالمی معاشرے یا امت کا حصہ ہیں۔

فکری اختلاف کی طرف انسان کا رجحان

(پہلے تو سب) لوگوں کا ایک ہی مذہب تھا (لیکن وہ آپس میں اختلاف کرنے لگے) تو اللہ نے (ان کی طرف) بشارت دینے والے اور ڈر سنانے والے پیغمبر بھیجے اور ان پر سچائی کے ساتھ کتابیں نازل کیں تاکہ جن امور میں لوگ اختلاف کرتے تھے ان کا ان میں فیصلہ کردے۔ اور اس میں اختلاف بھی انہیں لوگوں نے کیا جن کو کتاب دی گئی تھی باوجود یہ کہ ان کے پاس کھلے ہوئے احکام آچکے تھے (اور یہ اختلاف انہوں نے صرف) آپس کی ضد سے (کیا) تو جس امر حق میں وہ اختلاف کرتے تھے اللہ نے اپنی مہربانی سے مومنوں کو

اس کی راہ دکھادی۔ اور اللہ جس کو چاہتا ہے سیدھا رستہ دکھادیتا ہے ﴿۲۱۳﴾

انسان کی تاریخ کے آغاز میں، لوگ نسبتاً یکساں قدیم سماجی نظام میں رہتے تھے جس کی بنیاد اپنے ہم عمر گروپ کے اصولوں کی پیروی اور اتھارٹی کے لیے اندھا احترام تھا۔ اعلیٰ فکری ترقی کے ساتھ، تجریدی اصول جیسے انصاف اور اخلاقیات ایک ذاتی ضابطے کی بنیاد بننا شروع کر دیتے ہیں جو معاشرے کی توقعات اور قوانین سے متصادم ہو سکتے ہیں۔ اس کی جذباتی صلاحیت اور اس کی انفرادی ضروریات میں مزید فرق پیدا ہو گیا، خیالات اور مفادات کے تصادم سامنے آ گئے، اور انسانیت نے زندگی اور اخلاقی قدروں کے بارے میں اپنے نقطہ نظر میں "ایک ہی برادری" ہونا چھوڑ دیا۔ اس مرحلے پر الہی رہنمائی ضروری ہو گئی۔ انسان کا فکری اختلاف کا رجحان تاریخ کا حادثہ نہیں بلکہ انسانی فطرت کا ایک لازمی اور اللہ کی مرضی سے منسلک پہلو ہے۔ یہ فطری صورت حال ہے جس کی طرف الفاظ "اس کی اجازت سے" اشارہ کرتے ہیں۔

جنسوں، زبانوں اور رنگوں میں تنوع

اور اسی کے نشانات (اور تصرفات) میں سے ہے کہ اُس نے تمہیں مٹی سے پیدا کیا۔ پھر اب تم انسان ہو کر جابجا پھیل رہے ہو ﴿۲۰﴾ اور اسی کے نشانات (اور تصرفات) میں سے ہے کہ اُس نے تمہارے لئے تمہاری ہی جنس کی عورتیں پیدا کیں تاکہ اُن کی طرف (مائل ہو کر) آرام حاصل کرو اور تم میں محبت اور مہربانی پیدا کر دی جو لوگ غور کرتے ہیں اُن کے لئے ان باتوں میں (بہت سی)

نشانیاں ہیں﴿۲۱﴾ اور اسی کے نشانات (اور تصرفات) میں سے ہے آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنا اور تمہاری زبانوں اور رنگوں کا جدا جدا ہونا۔ اہل دانش کے لیے ان (باتوں) میں (بہت سی) نشانیاں ہیں﴿۲۲﴾

اور اگر اللہ چاہتا تو ان کو ایک ہی جماعت کر دیتا لیکن وہ جس کو چاہتا ہے اپنی رحمت میں داخل کرلیتا ہے اور ظالموں کا نہ کوئی یار ہے اور نہ مددگار﴿۸﴾

اگر اللہ یکساں انسانیت پیدا کرنا چاہتا تو وہ قادر مطلق ہو کر ایسا کر سکتا تھا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اس میں اس کی مرضی نہیں تھی: (5:48، 16:93، اور 10:19)۔ دنیا ایک بورنگ جگہ ہونے کے ساتھ ساتھ، یہ انسانیت کے لیے نقصان دہ ہوتا۔ جینیاتی تنوع اس بات کو یقینی بناتا ہے کہ افراد یا آبادی بعض ماحولیاتی عوامل سے مطابقت پیدا کریں گے، جس سے انہیں ابھرتی ہوئی بیماریوں اور وبائی امراض کا مقابلہ کرنے کی صلاحیت ملے گی۔

قانون اور طرز زندگی میں تنوع

اور (اے پیغمبر!) ہم نے تم پر سچی کتاب نازل کی ہے جو اپنے سے پہلی کتابوں کی تصدیق کرتی ہے اور ان (سب) پر شامل ہے تو جو حکم اللہ نے نازل فرمایا ہے اس کے مطابق ان کا فیصلہ کرنا اور حق جو تمہارے پاس آچکا ہے اس کو چھوڑ کر ان کی خواہشوں کی پیروی نہ کرنا

ہم نے تم میں سے ہر ایک (فرقے) کے لیے ایک دستور اور طریقہ مقرر کیا ہے اور اگر اللہ چاہتا تو سب کو ایک ہی شریعت پر کر دیتا مگر جو حکم اس نے تم کو دیئے ہیں ان میں وہ تمہاری آزمائش کرنی چاہتا ہے سو نیک کاموں میں جلدی کرو تم سب کو اللہ کی طرف لوٹ کر جانا ہے پھر جن باتوں میں تم کو اختلاف تھا وہ تم کو بتا دے گا ﴿۴۸﴾

اور (اے محمد ﷺ) ہم نے تم سے پہلے بھی پیغمبر بھیجے تھے۔ اور ان کو بیبیاں اور اولاد بھی دی تھی۔ اور کسی پیغمبر کے اختیار کی بات نہ تھی کہ اللہ کے حکم کے بغیر کوئی نشانی لائے۔ ہر (حکم) قضا (کتاب میں) مرقوم ہے ﴿۳۸﴾ اللہ جس کو چاہتا ہے مٹا دیتا ہے اور (جس کو چاہتا ہے) قائم رکھتا ہے اور اسی کے پاس اصل کتاب ہے ﴿۳۹﴾

اور ہم نے جو تم پر کتاب نازل کی ہے تو اس کے لیے جس امر میں ان لوگوں کو اختلاف ہے تم اس کا فیصلہ کر دو۔ اور (یہ) مومنوں کے لیے ہدایت اور رحمت ہے ﴿۶۴﴾

اس بات کا اظہار کہ "تم میں سے ہر ایک" سے مراد وہ کمیونٹیز ہیں جن میں انسانیت بنی ہوئی ہے۔ اللہ کے تمام رسولوں نے بنیادی، غیر تبدیل شدہ روحانی سچائیوں کی تبلیغ کی۔ ان کے ذریعے نافذ کیے گئے قوانین، اور ان کے ذریعہ تجویز کردہ طرز زندگی، ہر کمیونٹی کے ثقافتی، سماجی اور اخلاقی تقاضوں کے مطابق مختلف تھے۔ تنوع میں اس اتحاد پر قرآن میں کثرت سے زور دیا گیا ہے (مثلاً، 2:148، 21:92-93، اور 23:52 میں)۔ ان پر مسلط مختلف مذہبی قوانین اللہ کے سامنے سر تسلیم خم کرنے اور اس کی فرمانبرداری کے لیے

ان کی رضامندی کو جانچتے ہیں، اس طرح وہ روحانی اور سماجی طور پر بڑھنے کے قابل ہوتے ہیں۔ یہ الٰہی پیغامات کے تسلسل کی وضاحت کرتا ہے جو قرآن کے نزول پر اختتام پذیر ہوتا ہے۔ آخر میں، اللہ لفظی طور پر "آپ کو اس بات سے آگاہ کرے گا جس میں آپ اختلاف کرتے تھے۔" بعض مسلم بالادستی پسندوں میں یہ غلط فہمی پائی جاتی ہے کہ اسلام، تمام مذاہب میں سب سے بڑا ہونے کے ناطے، تمام انسانوں کی طرف سے وسیع پیمانے پر قبول کیا جائے گا۔ یہ قرآن کی تعلیمات کے خلاف ہے جیسا کہ مندرجہ بالا آیات سے معلوم ہوتا ہے۔

عبادت کا تنوع

ہم نے ہر ایک اُمت کے لئے ایک شریعت مقرر کر دی ہے جس پر وہ چلتے ہیں تو یہ لوگ تم سے اس امر میں جھگڑا نہ کریں اور تم (لوگوں کو) اپنے پروردگار کی طرف بلاتے رہو۔ بے شک تم سیدھے رستے پر ہو ﴿۶۷﴾ اور اگر یہ تم سے جھگڑا کریں تو کہہ دو کہ جو عمل تم کرتے ہو اللہ ان سے خوب واقف ہے ﴿۶۸﴾ جن باتوں میں تم اختلاف کرتے ہو اللہ تم میں قیامت کے روز ان کا فیصلہ کر دے گا ﴿۶۹﴾ کیا تم نہیں جانتے کہ جو کچھ آسمان اور زمین میں ہے اللہ اس کو جانتا ہے۔ یہ (سب کچھ) کتاب میں (لکھا ہوا) ہے۔ بے شک یہ سب اللہ کو آسان ہے ﴿۷۰﴾

مسلمانوں کو نصیحت یہ ہے کہ اپنے آپ کو عبادت کے مختلف طریقوں سے متعلق تنازعات میں نہ الجھنے دیں۔ آخر میں، اللہ فیصلہ کرے

گا اور "مجھ سے میرے اعمال کا حساب لیا جائے گا، اور آپ سے، آپ کے اعمال کا: آپ اس کے لئے جوابدہ نہیں ہیں جو میں کر رہا ہوں، اور جو کچھ آپ کرتے ہیں میں اس کا ذمہ دار نہیں ہوں (10:41)."

مشترکہ روحانی سچائی

اگر تم کو اس (کتاب کے) بارے میں جو ہم نے تم پر نازل کی ہے کچھ شک ہو تو جو لوگ تم سے پہلے کی (اتری ہوئی) کتابیں پڑھتے ہیں ان سے پوچھ لو۔ تمہارے پروردگار کی طرف سے تمہارے پاس حق آچکا ہے تو تم ہرگز شک کرنے والوں میں نہ ہونا ﴿۹۴﴾ اور نہ ان لوگوں میں ہونا جو الله کی آیتوں کی تکذیب کرتے ہیں نہیں تو نقصان اٹھاؤ گے ﴿۹۵﴾ جن لوگوں کے بارے میں الله کا حکم (عذاب) قرار پاچکا ہے وہ ایمان نہیں لانے کے ﴿۹۶﴾ جب تک کہ عذاب الیم نہ دیکھ لیں خواہ ان کے پاس ہر (طرح کی) نشانی آجائے ﴿۹۷﴾

مندرجہ بالا آیت انسان کے مذہبی تجربے کے غیر منقطع تسلسل کی طرف اشارہ کرتی ہے، قرآن میں اکثر اس بات پر زور دیا گیا ہے کہ اللہ کے رسولوں میں سے ہر ایک نے اسی بنیادی روحانی سچائی کی تبلیغ کی۔

قرآن کی توثیق

اور جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی ہے وہ اس (کتاب) سے جو تم پر نازل ہوئی ہے خوش ہوتے ہیں اور بعض فرقے اس کی بعض باتیں

نہیں بھی مانتے۔ کہہ دو کہ مجھ کو یہی حکم ہوا ہے کہ اللہ ہی کی عبادت کروں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤں۔ میں اسی کی طرف بلاتا ہوں اور اسی کی طرف مجھے لوٹنا ہے ﴿۳۶﴾

جو لوگ اس وحی پر ایمان رکھتے ہیں، ان کے لیے اس دنیا میں رہنمائی اور آخرت کی خوشیوں کا وعدہ ہو گا۔ دوسرے مذاہب کے پیروکار اس کی توثیق سے انکار کرتے ہیں اور یہ تسلیم کرتے ہیں کہ قرآن میں بہت کچھ ہے جو ان کے مذاہب کے ذریعہ سکھائے گئے روحانی تصورات سے مطابقت رکھتا ہے۔ جملے میں "صرف" ("مجھے صرف عبادت کا حکم دیا گیا ہے") ظاہر کرتا ہے کہ اسلام میں کوئی فرض، کوئی حکم، اور کوئی ممانعت نہیں ہے جو اس اصول سے منسلک نہ ہو۔

رائے کے فرق کے لیے انسان کا رجحان

یہ پیغمبر (جو ہم وقتاً فوقتاً بھیجتے رہیں ہیں) ان میں سے ہم نے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے۔ بعض ایسے ہیں جن سے اللہ نے گفتگو فرمائی اور بعض کے (دوسرے امور میں) مرتبے بلند کئے۔ اور عیسیٰ بن مریم کو ہم نے کھلی ہوئی نشانیاں عطا کیں اور روح القدس سے ان کو مدد دی۔ اور اگر اللہ چاہتا تو ان سے پچھلے لوگ اپنے پاس کھلی نشانیاں آنے کے بعد آپس میں نہ لڑتے لیکن انہوں نے اختلاف کیا تو ان میں سے بعض تو ایمان لے آئے اور بعض کافر ہی رہے۔ اور اگر اللہ چاہتا تو یہ لوگ باہم جنگ و قتال نہ کرتے۔ لیکن اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے ﴿۲۵۳﴾

قرآن نے انسانوں کے درمیان اختلاف کی ناگزیریت کا ذکر کیا ہے۔ دوسرے لفظوں میں، یہ اللہ کی مرضی ہے کہ حق کی طرف ان کا راستہ اختلاف رائے اور آزمائش اور غلطی سے ہو۔ انسان کا فکری اختلاف کا شکار ہونا تاریخ کا حادثہ نہیں ہے بلکہ انسانی فطرت کا ایک لازمی، اللہ کی مرضی کا پہلو ہے۔

باب28

مشترکہ عقائد اور اتحاد کی دعوت

.1۔ایک اللہ

ہمارا اور تمہارا اللہ ایک ہی ہے۔

اور اہلِ کتاب سے جھگڑا نہ کرو مگر ایسے طریق سے کہ نہایت اچھا ہو۔ہاں جو اُن میں سے بے انصافی کریں(اُن کے ساتھ اسی طرح مجادلہ کرو)اور کہہ دو کہ جو(کتاب)ہم پر اُتری اور جو(کتابیں)تم پر اُتریں ہم سب پر ایمان رکھتے ہیں اور ہمارا اور تمہارا معبود ایک ہی ہے اور ہم اُسی کے فرمانبردار ہیں﴿۴۶﴾

سابقہ وحی کے پیروکاروں کے ساتھ نرمی سے بحث کریں، سوائے ان کے جو بدکردار ہیں اور اس وجہ سے کہ ان سے دوستانہ بحث ممکن نہیں-اس کا مطلب یہ ہے کہ ایسے معاملات میں تمام تنازعات سے بچنا چاہیے۔

واحد حقیقی مذہب کے طور پر ایک اللہ کی عبادت

اے پیغمبر اگر یہ لوگ تم سے جھگڑنے لگیں تو کہنا کہ میں اور میرے پیرو تو اللہ کے فرمانبردار ہو چکے اور اہل کتاب اور ان پڑھ لوگوں

سے کہو کہ کیا تم بھی (اللہ کے فرمانبردار بنتے ہو) اور اسلام لاتے ہو؟ اگر یہ لوگ اسلام لے آئیں تو بے شک ہدایت پالیں اور اگر

(تمہارا کہا) نہ مانیں تو تمہارا کام صرف اللہ کا پیغام پہنچادینا ہے اور اللہ (اپنے) بندوں کو دیکھ رہا ہے ﴿۲۰﴾

کہہ دو کہ اے اہل کتاب جو بات ہمارے اور تمہارے دونوں کے درمیان یکساں (تسلیم کی گئی) ہے اس کی طرف آؤ وہ یہ کہ اللہ کے سوا

ہم کسی کی عبادت نہ کریں اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ بنائیں اور ہم میں سے کوئی کسی کو اللہ کے سوا اپنا کارساز نہ سمجھے اگر یہ

لوگ (اس بات کو) نہ مانیں تو (ان سے) کہہ دو کہ تم گواہ رہو کہ ہم (اللہ کے) فرماں بردار ہیں ﴿۶۴﴾

اور جو شخص اسلام کے سوا کسی اور دین کا طالب ہو گا وہ اس سے ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا اور ایسا شخص آخرت میں نقصان اٹھانے

والوں میں ہو گا ﴿۸۵﴾

کلمہ کی اصطلاح، بنیادی طور پر جس کا مطلب ہے "لفظ" یا "کلام"، اکثر فلسفیانہ مفہوم یا اصول میں استعمال ہوتا ہے۔ "ہم انسانوں کو اپنا خدا نہیں مان سکتے" کا خطاب عیسائیوں سے ہے، جو عیسیٰؑ سے الوہیت اور الوہیت کے بعض پہلوؤں کو اپنے مقدسین سے منسوب کرتے ہیں۔ یہودی عزیرؑ اور ان کے کچھ عظیم تلمودی علماء کو ایک نیم الہی اختیار تفویض کرتے ہیں (دیکھیں 9:30-31)۔

اللہ کے بارے میں بحث نہ کرو

اور ہم پے در پے اُن لوگوں کے پاس (ہدایت کی) باتیں بھیجتے رہے ہیں تا کہ نصیحت پکڑیں ﴿۵۱﴾ جن لوگوں کو ہم نے اس سے پہلے کتاب دی تھی وہ اس پر ایمان لے آتے ہیں ﴿۵۲﴾ اور جب (قرآن) اُن کو پڑھ کر سنایا جاتا ہے تو کہتے ہیں کہ ہم اس پر ایمان لے آئے بیشک وہ ہمارے پروردگار کی طرف سے برحق ہے اور ہم تو اس سے پہلے کے حکمبردار ہیں ﴿۵۳﴾ ان لوگوں کو دگنا بدلہ دیا جائے گا کیونکہ صبر کرتے رہے ہیں اور بھلائی کے ساتھ برائی کو دور کرتے ہیں اور جو (مال) ہم نے اُن کو دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں ﴿۵۴﴾ اور جب بیہودہ بات سنتے ہیں تو اس سے منہ پھیر لیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم کو ہمارے اعمال اور تم کو تمہارے اعمال۔ تم کو سلام۔ ہم جاہلوں کے خواستگار نہیں ہیں ﴿۵۵﴾

اللہ کی صفات اور اس کی ہستی کے بارے میں دلائل باطل ہیں۔ یہ محدود انسانی ذہن کی سمجھ سے باہر ہے۔ اللہ نے خود انسان کو پے در پے انکشافات کے ذریعے ایک ایسا معیار دیا ہے جس کے ذریعے صحیح اور غلط میں تمیز کی جاسکتی ہے۔ اس کی ذات کی نوعیت اور اس کے حتمی فیصلے کے بارے میں بحث کرنا گستاخانہ اور فضول ہے۔ اس لیے اس کے دوسرے نصف اور اگلی آیت میں قیامت اور قیامت کے دن کا حوالہ دیا گیا۔ وہ لوگ جو آخری گھڑی پر یقین نہیں رکھتے اور اس کے اللہ کے پیغمبر ہونے کے ثبوت میں جلد از جلد عذاب لانے کا مطالبہ کرتے ہیں۔ محمد ﷺ کے مخالفین کا طنزیہ مطالبہ (قرآن میں متعدد بار ذکر کیا گیا ہے) اور ہر زمانے کے کافروں کی طرف ایک

ترچھا اشارہ جو کسی بھی طرح سے ثبوت کے بغیر قیامت اور فیصلے کے خیال کو واضح طور پر مسترد کرتے ہیں۔

ایک جیسے انبیاء

ابراہیم تمام توحیدی عقائد کے باپ کے طور پر

اے اہلِ کتاب تم ابراہیم کے بارے میں کیوں جھگڑتے ہو حالانکہ تورات اور انجیل ان کے بعد اتری ہیں (اور وہ پہلے ہو چکے ہیں) تو کیا تم عقل نہیں رکھتے ﴿۶۵﴾ دیکھو ایسی بات میں تو تم نے جھگڑا کیا ہی تھا جس کا تمہیں کچھ علم تھا بھی مگر ایسی بات میں کیوں جھگڑتے ہو جس کا تمہیں کچھ بھی علم نہیں اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے ﴿۶۶﴾ ابراہیم نہ تو یہودی تھے اور نہ عیسائی بلکہ سب سے بے تعلق ہو کر ایک (اللہ) کے ہو رہے تھے اور اسی کے فرماں بردار تھے اور مشرکوں میں نہ تھے ﴿۶۷﴾ ابراہیم سے قرب رکھنے والے تو وہ لوگ ہیں جو ان کی پیروی کرتے ہیں اور پیغمبر (آخر الزمان) اور وہ لوگ جو ایمان لائے ہیں اور اللہ مومنوں کا کارساز ہے ﴿۶۸﴾

جہاں ابراہیم کو یہودیوں اور عربوں دونوں کا آباؤاجداد سمجھا جاتا تھا، وہیں یہ بھی ایک ناقابل تردید حقیقت تھی کہ وہ یہودی یا عیسائی نہیں تھے کیونکہ یہودیوں کو یا تو موسیٰؑ کے پیروکار یا ابراہیمؑ کے پوتے یعقوبؑ کی اولاد کے طور پر لیا جائے گا۔ اسی وقت، ابراہیمؑ صرف اللہ کی عبادت کے لیے کھڑے تھے۔ آپ ابراہیمؑ کے سچے عقیدے کے بارے میں کیوں بحث کرتے ہیں، جنہوں نے تورات اور انجیل کے نازل ہونے سے پہلے اصولوں کی پیروی کی؟

ابراہیمؑ کا عقیدہ

اور (یہودی اور عیسائی) کہتے ہیں کہ یہودی یا عیسائی ہو جاؤ تو سیدھے رستے پر لگ جاؤ۔ (اے پیغمبر ان سے) کہہ دو، (نہیں) بلکہ (ہم) دین ابراہیم (اختیار کئے ہوئے ہیں) جو ایک اللہ کے ہو رہے تھے اور مشرکوں میں سے نہ تھے ﴿۱۳۵﴾ (مسلمانو) کہو کہ ہم اللہ پر ایمان لائے اور جو (کتاب) ہم پر اتری، اس پر اور جو (صحیفے) ابراہیمؑ اور اسمٰعیلؑ اور اسحاقؑ اور یعقوبؑ اور ان کی اولاد پر نازل ہوئے ان پر اور جو (کتابیں) موسیٰؑ اور عیسیٰؑ کو عطا ہوئیں، ان پر، اور جو اور پیغمبروں کو ان کے پروردگار کی طرف سے ملیں، ان پر (سب پر ایمان لائے) ہم ان پیغمروں میں سے کسی میں کچھ فرق نہیں کرتے اور ہم اسی (الٰہئے واحد) کے فرمانبردار ہیں ﴿۱۳۶﴾ تو اگر یہ لوگ بھی اسی طرح ایمان لے آئیں جس طرح تم ایمان لے آئے ہو تو ہدایت یاب ہو جائیں اور اگر منہ پھیر لیں (اور نہ مانیں) تو وہ (تمھارے) مخالف ہیں اور ان کے مقابلے میں تمھیں اللہ کافی ہے۔ اور وہ سننے والا (اور) جاننے والا ہے ﴿۱۳۷﴾ (کہہ دو کہ ہم نے) اللہ کا رنگ (اختیار کر لیا ہے) اور اللہ سے بہتر رنگ کس کا ہو سکتا ہے۔ اور ہم اسی کی عبادت کرنے والے ہیں ﴿۱۳۸﴾ (ان سے) کہو، کیا تم اللہ کے بارے میں ہم سے جھگڑتے ہو، حالانکہ وہی ہمارا اور تمھارا پروردگار ہے اور ہم کو ہمارے اعمال (کا بدلہ ملے گا) اور تم کو تمھارے اعمال (کا) اور ہم خاص اسی کی عبادت کرنے والے ہیں ﴿۱۳۹﴾ (اے یہود و نصاریٰ) کیا تم اس بات کے قائل ہو کہ ابراہیم اور

اسمٰعیل اور اسحاق اور یعقوب اور ان کی اولاد یہودی یا عیسائی تھے۔(اے محمد ﷺ ان سے) کہو کہ بھلا تم زیادہ جانتے ہو یا اللہ؟ اور اس سے بڑھ کر ظالم کون، جو اللہ کی شہادت کو، جو اس کے پاس (کتاب میں موجود) ہے چھپائے۔ اور جو کچھ تم کر رہے ہو، اللہ اس سے غافل نہیں ﴿۱۴۰﴾ یہ جماعت گزر چکی۔ ان کو وہ (ملے گا) جو انہوں نے کیا، اور تم کو وہ جو تم نے کیا۔ اور جو عمل وہ کرتے تھے، اس کی پرسش تم سے نہیں ہو گی ﴿۱۴۱﴾

حنیف کا مطلب ہے "وہ صحیح حالت کی طرف مائل ہے۔" زمانہ جاہلیت میں اس اصطلاح کا ایک توحیدی مفہوم تھا۔ یہ ایک ایسے آدمی کی وضاحت کرتا ہے جس نے گناہ، دنیا پرستی، اور مشکوک عقائد، جیسے بت پرستی سے منہ موڑ لیا۔ "اولاد" سے مراد بنی اسرائیل کے بارہ قبیلے ہیں، جو اس نسب سے نکلے ہیں۔ ہم ان سب کو سچا نبی مانتے ہیں اور ان میں کوئی امتیاز نہیں کرتے۔

کیا آپ ہم سے نبوت کی جانشینی اور انسان کی آخری نجات کے بارے میں اللہ کی مرضی کے بارے میں بحث کرتے ہیں؟ یہودیوں کا خیال ہے کہ نبوت صرف بنی اسرائیل کو عطا کی گئی ایک خصوصیت ہے۔ ایک ہی وقت میں، عیسائیوں کا کہنا ہے کہ عیسیٰؑ - جو بنی اسرائیل سے بھی نازل ہوئے تھے - زمین پر اللہ کا آخری ظہور تھے. یہ دونوں فرقے دعویٰ کرتے ہیں کہ نجات صرف اس کے پیروکاروں کے لیے مخصوص ہے۔ قرآن اس بات پر زور دے کر ان نظریات کی تردید کرتا ہے کہ اللہ تمام انسانیت کا رب ہے اور ہر فرد کا فیصلہ اسکے اپنے عقائد اور طرز عمل کی بنیاد پر کیا جائے گا۔

قرآن اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ "یہودی" کا تصور بزرگوں کے کئی صدیوں بعد اور موسیٰؑ کے بہت بعد وجود میں آیا۔ اس کے برعکس، "پولین عیسائیت" اور "عیسائیوں" کے نظریات عیسیٰؑ کے زمانے میں نامعلوم تھے اور بعد میں ترقی کی نمائندگی کرتے تھے۔ "وہ جو اللہ کی طرف سے دی گئی گواہی کو دباتا ہے" پیغمبر محمد ﷺ کی آمد کی بائبل میں موجود پیشین گوئی کا حوالہ ہے (2:42 دیکھیں)، جو یہودی عیسائیوں کے اس دعوے کی مؤثر طور پر تردید کرتا ہے کہ تمام سچے نبی، بزرگوں کے بعد، بنی اسرائیل سے تعلق رکھتے تھے۔

تمام انبیاء پر ایمان

اور جب اللہ نے پیغمبروں سے عہد لیا کہ جب میں تم کو کتاب اور دانائی عطا کروں پھر تمہارے پاس کوئی پیغمبر آئے جو تمہاری کتاب کی تصدیق کرے تو تمھیں ضرور اس پر ایمان لانا ہوگا اور ضرور اس کی مدد کرنی ہوگی اور (عہد لینے کے بعد) پوچھا کہ بھلا تم نے اقرار کیا اور اس اقرار پر میرا ذمہ لیا (یعنی مجھے ضامن ٹھہرایا) انہوں نے کہا (ہاں) ہم نے اقرار کیا (اللہ نے) فرمایا کہ تم (اس عہد وپیمان کے) گواہ رہو اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہ ہوں ﴿۸۱﴾ تو جو اس کے بعد پھر جائیں وہ بدکردار ہیں ﴿۸۲﴾ کیا یہ (کافر) اللہ کے دین کے سوا کسی اور دین کے طالب ہیں حالانکہ سب اہلِ آسمان وزمین خوشی یا زبردستی سے اللہ کے فرماں بردار ہیں اور اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں ﴿۸۳﴾ کہو کہ ہم اللہ پر ایمان لائے اور جو کتاب ہم پر نازل ہوئی اور جو صحیفے ابراہیم اور اسماعیل اور اسحٰق اور

یعقوب اور ان کی اولاد پر اترے اور جو کتابیں موسیٰ اور عیسیٰؑ اور دوسرے انبیاء کو پروردگار کی طرف سے ملیں سب پر ایمان لائے ہم ان پیغمبروں میں سے کسی میں کچھ فرق نہیں کرتے اور ہم اسی (الٰہِ واحد) کے فرماں بردار ہیں ﴿۸۴﴾

لوگوں سے لیا گیا پختہ عہد، انبیاء کے ذریعے پہنچائے گئے پیغامات کو قبول کرنا تھا۔

ایک جیسے روحانی اور اخلاقی اصول

اسی نے تمہارے لئے دین کا وہی رستہ مقرر کیا جس (کے اختیار کرنے کا) نوح کو حکم دیا تھا اور جس کی (اے محمد ﷺ) ہم نے تمہاری طرف وحی بھیجی ہے اور جس کا ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰؑ کو حکم دیا تھا (وہ یہ) کہ دین کو قائم رکھنا اور اس میں پھوٹ نہ ڈالنا۔ جس چیز کی طرف تم مشرکوں کو بلاتے ہو وہ ان کو دشوار گزرتی ہے۔ اللہ جس کو چاہتا ہے اپنی بارگاہ کا برگزیدہ کرلیتا ہے اور جو اس کی طرف رجوع کرے اسے اپنی طرف رستہ دکھا دیتا ہے ﴿۱۳﴾

مندرجہ بالا آیات تمام نازل شدہ مذاہب کے اندر موجود روحانی اور اخلاقی اصولوں کی غیر متغیر یکسانیت پر زور دیتی ہیں۔ یہ صرف وحی کے ذریعہ تھا کہ نبی محمد ﷺ کو معلوم ہوا کہ "وہ جو اللہ نے نوحؑ کو حکم دیا تھا۔" عقیدہ یہاں مذہب کے صرف اخلاقی اور روحانی مواد کو ظاہر کرتا ہے نہ کہ مذہبی قانون جو کہ ہر یکے بعد دیگرے الگ الگ رہا ہے (دیکھیں 5:48)۔

تین انبیاء کی مثال

اور ان کے سامنے ایک تمثیل بیان کرو کہ ایک بستی کے رہنے والوں نے جب ان کے پاس (ہمارے) پیغامبر آئے۔ لو! ہم نے ان کی طرف دو رسول بھیجے تو انہوں نے دونوں کو جھٹلایا تو ہم نے تیسرے سے مضبوط کیا۔ اور اس پر انہوں نے کہا: ہم آپ کی طرف بھیجے گئے ہیں۔ [دوسروں] نے جواب دیا: "تم کچھ نہیں ہو، لیکن ہم جیسے فانی آدمی ہو۔ مزید یہ کہ رحمٰن نے کبھی بلندی سے کوئی وحی نازل نہیں کی۔ تم جھوٹ کے سوا کچھ نہیں کرتے!" [رسولوں] نے کہا، "ہمارا رب جانتا ہے کہ ہم یقیناً آپ کی طرف بھیجے گئے ہیں، لیکن ہم اس سے زیادہ کچھ کرنے کے پابند نہیں ہیں کہ ہم پیغام پہنچا دیں۔" [دوسروں] نے کہا، "واقعی، ہم آپ سے برائی کا اظہار کرتے ہیں! درحقیقت اگر تم باز نہ آئے تو ہم تمہیں سنگسار کر دیں گے اور ہمارے ہاتھوں تم پر سخت مصیبت آنی ہے۔ [رسولوں] نے جواب دیا: "آپ کی تقدیر، اچھا یا برا، آپ کے ساتھ [پابند] ہے! [ہر انسان کی تقدیر ہم نے اس کے گلے میں باندھ رکھی ہے] [کیا یہ آپ کو برا لگتا ہے] اگر آپ سے کہا جائے کہ [حق] کو دل پر رکھو؟ تم وہ لوگ ہو جنہوں نے اپنے آپ کو برباد کیا ہے۔"

.

کہانی ایک تمثیل ہے تاریخی داستان نہیں۔ ہمارے یہاں تین عظیم توحید پرست مذاہب کی ایک تمثیل ہے، جو موسیٰ، عیسیٰؑ اور محمد ﷺ نے یکے بعد دیگرے پیش کی ہیں، اور بنیادی طور پر انہی روحانی سچائیوں کو مجسم کر رہے ہیں۔ تمثیل میں مذکور بستی مشترکہ

ثقافتی ماحول کی نمائندگی کرتی ہے جس میں یہ تینوں مذاہب نمودار ہوئے۔ کہا جاتا ہے کہ پہلے دو رسول ﷺ ایک ساتھ بھیجے گئے تھے کیونکہ ان کی تعلیمات ایک ہی صحیفے، بائبل کے پرانے اور نئے عہد نامے میں موجود ہیں۔ وقت کے ساتھ، ان کا اثر متعلقہ لوگوں کے اخلاقی رویے کو ڈھالنے کے لیے ناکافی ثابت ہوا۔ اللہ نے اُن کو اپنے آخری پیغام کے ذریعے تقویت بخشی، جو تیسرے اور آخری رسولوں کے ذریعے دنیا کو پہنچائی گئی۔ دیکھیں 6:91- "ان کے پاس اللہ کے بارے میں کوئی صحیح سمجھ نہیں ہے جب وہ کہتے ہیں کہ 'اللہ نے انسان پر کبھی کچھ نازل نہیں کیا۔'" یہ ان لوگوں کی طرف اشارہ کرتا ہے جو اپنے عقیدے کو مداخلت کی اجازت دیے بغیر خود کا اللہ پر یقین کرنا چاہتے ہیں۔ ان کی زندگی کے عملی خدشات۔ وہ ایک مبہم جذباتی کردار کے علاوہ مذہب کو تسلیم کرنے اور وحی کی حقیقت کو تسلیم کرنے سے انکار کرکے جواز پیش کرتے ہیں- کیونکہ وحی کا تصور ہمیشہ اللہ کی طرف سے مطلق اخلاقی اقدار کا اعلان اور اس طرح ان کے سامنے خودسپردگی کا مطالبہ کرتا ہے۔

اور ان سے گاؤں والوں کا قصہ بیان کرو جب ان کے پاس پیغمبر آئے ﴿۱۳﴾ (یعنی) جب ہم نے ان کی طرف دو (پیغمبر) بھیجے تو انہوں نے ان کو جھٹلایا۔ پھر ہم نے تیسرے سے تقویت دی تو انہوں نے کہا کہ ہم تمہاری طرف پیغمبر ہو کر آئے ہیں ﴿۱۴﴾ وہ بولے کہ تم (اور کچھ) نہیں مگر ہماری طرح کے آدمی (ہو) اور اللہ نے کوئی چیز نازل نہیں کی تم محض جھوٹ بولتے ہو ﴿۱۵﴾ انہوں نے کہا کہ ہمارا پروردگار جانتا ہے کہ ہم تمہاری طرف (پیغام دے کر) بھیجے گئے ہیں ﴿۱۶﴾ اور ہمارے ذمے تو صاف صاف پہنچا دینا ہے اور بس

﴿۱۷﴾ وہ بولے کہ ہم تم کو نامبارک سمجھتے ہیں۔ اگر تم باز نہ آؤ گے تو ہم تمہیں سنگسار کر دیں گے اور تم کو ہم سے دکھ دینے والا عذاب پہنچے گا﴿۱۸﴾ انہوں نے کہا کہ تمہاری نحوست تمہارے ساتھ ہے۔ کیا اس لئے کہ تم کو نصیحت کی گئی۔ بلکہ تم ایسے لوگ ہو جو حد سے تجاوز کر گئے ہو﴿۱۹﴾ اور شہر کے پرلے کنارے سے ایک آدمی دوڑتا ہوا آیا کہنے لگا کہ اے میری قوم پیغمبروں کے پیچھے چلو ﴿۲۰﴾ ایسوں کے جو تم سے صلہ نہیں مانگتے اور وہ سیدھے رستے پر ہیں﴿۲۱﴾ اور مجھے کیا ہے میں اس کی پرستش نہ کروں جس نے مجھے پیدا کیا اور اسی کی طرف تم کو لوٹ کر جانا ہے﴿۲۲﴾ کیا میں ان کو چھوڑ کر اوروں کو معبود بناؤں؟ اگر اللہ میرے حق میں نقصان کرنا چاہے تو ان کی سفارش مجھے کچھ بھی فائدہ نہ دے سکے اور نہ وہ مجھ کو چھڑا ہی سکیں﴿۲۳﴾ تب تو میں صریح گمراہی میں مبتلا ہو گیا ﴿۲۴﴾ میں تمہارے پروردگار پر ایمان لایا ہوں سو میری بات سن رکھو﴿۲۵﴾ حکم ہوا کہ بہشت میں داخل ہو جا۔ بولا کاش! میری قوم کو خبر ہو﴿۲۶﴾ کہ اللہ نے مجھے بخش دیا اور عزت والوں میں کیا﴿۲۷﴾

اس شخص کی مداخلت جو "شہر کے سب سے دور کے حصے سے دوڑتا ہوا آیا" ہر مذہب میں حقیقی معتقد اقلیت کی مثال ہے اور اپنے گمراہ ساتھیوں کو اس بات پر قائل کرنے کی ان کی بے چین کوشش ہیں کہ اللہ کا شعور ہی انسانی زندگی کو فضولیت سے بچا سکتا ہے۔

مقدس کتب

اس نے (اے محمد ﷺ) تم پر سچی کتاب نازل کی جو پہلی (آسمانی) کتابوں کی تصدیق کرتی ہے اور اسی نے تورات اور انجیل نازل کی

﴿۳﴾ (یعنی) لوگوں کی ہدایت کے لیے پہلے (تورات اور انجیل اتاری) اور (پھر قرآن جو حق اور باطل کو) الگ الگ کر دینے والا

(ہے) نازل کیا جو لوگ اللہ کی آیتوں کا انکار کرتے ہیں ان کو سخت عذاب ہو گا اور اللہ زبر دست (اور) بدلہ لینے والا ہے ﴿۴﴾

.

ہزار سال کے دوران، بائبل کو کافی اور اکثر من مانی تبدیلی کا نشانہ بنایا گیا ہے۔ قرآن مجید میں بیان کیے گئے بہت سے قوانین بائبل کے قوانین سے مختلف ہیں، جو ہمیں اس نتیجے پر پہنچاتے ہیں کہ قرآن کے ذریعہ بعد کی "تصدیق" صرف ان بنیادی سچائیوں کی طرف اشارہ کر سکتی ہے جو بائبل میں ابھی تک قابل فہم ہیں۔

عبادت گاہیں

عبادت گاہوں کا تقدس (مساجد، گرجا گھر اور عبادت گاہیں)

اور اس سے بڑھ کر ظالم کون، جو اللہ کی مسجدوں میں اللہ کے نام کا ذکر کئے جانے کو منع کرے اور ان کی ویرانی میں ساعی ہو۔ ان لوگوں کو کچھ حق نہیں کہ ان میں داخل ہوں، مگر ڈرتے ہوئے۔ ان کے لیے دنیا میں رسوائی ہے اور آخرت میں بڑا عذاب ﴿۱۱۴﴾

یہ وہ لوگ ہیں کہ اپنے گھروں سے ناحق نکال دیئے گئے (انہوں نے کچھ قصور نہیں کیا) ہاں یہ کہتے ہیں کہ ہمارا پروردگار اللہ ہے۔ اور

اگر اللہ لوگوں کو ایک دوسرے سے نہ ہٹاتا رہتا تو (راہبوں کے) صومعے اور (عیسائیوں کے) گرجے اور (یہودیوں کے) عبادت خانے اور (مسلمانوں کی) مسجدیں جن میں اللہ کا بہت ساذکر کیا جاتا ہے ویران ہو چکی ہوتیں۔ اور جو شخص اللہ کی مدد کرتا ہے اللہ اس کی ضرور مدد کرتا ہے۔ بے شک اللہ توانا اور غالب ہے ﴿۴۰﴾

یہ اسلام کے بنیادی اصولوں میں سے ایک ہے کہ ہر وہ مذہب جو اللہ پر عقیدہ رکھتا ہو اس کا مکمل احترام کیا جائے۔ تاہم، کوئی اس کے اصولوں سے اختلاف کر سکتا ہے۔ مسلمانوں پر فرض ہے کہ وہ اللہ کے لیے وقف کسی بھی عبادت گاہ کی عزت اور حفاظت کریں، چاہے وہ مسجد ہو، گرجا گھر یا عبادت گاہ۔ مذہبی آزادی کا دفاع اولین وجہ ہے جس کے لیے ہتھیار اٹھائے جا سکتے ہیں—اور ضروری ہیں— (دیکھیں 2:193)، ورنہ، جیسا کہ 2:251 کی اختتامی شق میں زور دیا گیا ہے، بدعنوانی یقیناً زمین پر حاوی ہو جائے گی۔

4۔ راست باز یہودی اور عیسائی

یہ بھی سب ایک جیسے نہیں ہیں ان اہلِ کتاب میں کچھ لوگ (حکمِ اللہ پر) قائم بھی ہیں جو رات کے وقت اللہ کی آیتیں پڑھتے اور (اس کے آگے) سجدہ کرتے ہیں ﴿۱۱۳﴾ (اور) اللہ پر اور روز آخرت پر ایمان رکھتے اور اچھے کام کرنے کو کہتے اور بری باتوں سے منع

کرتے اور نیکیوں پر لپکتے ہیں اور یہی لوگ نیکو کار ہیں﴿۱۱۴﴾ اور یہ جس طرح کی نیکی کریں گے اس کی ناقدری نہیں کی جائے گی اور

اللہ پرہیز گاروں کو خوب جانتا ہے﴿۱۱۵﴾ جو لوگ کافر ہیں ان کے مال اور اولاد اللہ کے غضب کو ہرگز نہیں ٹال سکیں گے اور یہ

لوگ اہلِ دوزخ ہیں کہ ہمیشہ اسی میں رہیں گے﴿۱۱۶﴾

اور بعض اہلِ کتاب ایسے بھی ہیں جو اللہ پر اور اس (کتاب) پر جو تم پر نازل ہوئی اور اس پر جو ان پر نازل ہوئی ایمان رکھتے ہیں اور اللہ

کے آگے عاجزی کرتے ہیں اور اللہ کی آیتوں کے بدلے تھوڑی سی قیمت نہیں لیتے یہی لوگ ہیں جن کا صلہ ان کے پروردگار کے ہاں

تیار ہے اور اللہ جلد حساب لینے والا ہے﴿۱۹۹﴾ اے اہل ایمان (کفار کے مقابلے میں) ثابت قدم رہو اور استقامت رکھو اور

مورچوں پر جمے رہو اور اللہ سے ڈرو تاکہ مراد حاصل کرو﴿۲۰۰﴾

یہود و نصاریٰ میں ایمان والے

اور ہم پے درپے اُن لوگوں کے پاس (ہدایت کی) باتیں بھیجتے رہے ہیں تاکہ نصیحت پکڑیں﴿۵۱﴾ جن لوگوں کو ہم نے اس سے پہلے

کتاب دی تھی وہ اس پر ایمان لے آتے ہیں﴿۵۲﴾ اور جب (قرآن) اُن کو پڑھ کر سنایا جاتا ہے تو کہتے ہیں کہ ہم اس پر ایمان لے

آئے بیشک وہ ہمارے پروردگار کی طرف سے برحق ہے اور ہم تو اس سے پہلے کے حکمبردار ہیں﴿۵۳﴾ ان لوگوں کو دگنا بدلہ دیا

جائے گا کیونکہ صبر کرتے رہے ہیں اور بھلائی کے ساتھ برائی کو دور کرتے ہیں اور جو (مال) ہم نے اُن کو دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں ﴿۵۴﴾ اور جب بیہودہ بات سنتے ہیں تو اس سے منہ پھیر لیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم کو ہمارے اعمال اور تم کو تمہارے اعمال۔ تم کو سلام۔ ہم جاہلوں کے خواستگار نہیں ہیں ﴿۵۵﴾

.

مندرجہ بالا آیت محمد ﷺ کی نبوت کے تیئس سال کے دوران قرآن کے بتدریج، مرحلہ وار نزول کی طرف اشارہ کرتی ہے۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں یہودیوں اور عیسائیوں کا اسلام قبول کرنا ایک تاریخی حقیقت اور پیشن گوئی کا بیان تھا۔ مندرجہ بالا سیاق و سباق میں، اللہ کی وحی کا مطلب یہ ہے کہ اس کی تعلیمات کو ان لوگوں کی طرف سے شعوری، خلوص سے قبول کرنا جن تک یہ پہنچایا گیا ہے، کیونکہ یہی اخلاص ہی انہیں یہ سمجھنے کے قابل بنائے گا کہ قرآن ان ہی اخلاقی سچائیوں کی تبلیغ کرتا ہے جو پہلے سے آنے والی ہیں۔ انکشافات "مصیبت میں صبر" اور "برائی کو اچھائی سے دور کرنا" کا حوالہ سابقہ فرقہ وارانہ روابط کے نقصان، سماجی بے راہ روی، اور جسمانی یا اخلاقی ظلم و ستم کے تمام آداب سے متعلق ہے، جس کی وجہ سے اکثر ایسے لوگ ہوتے ہیں جو مذہبی عقائد کو قبول کرتے ہیں۔ ان کی برادری کے لوگ۔ "فضول گفتگو" سے مراد توہین آمیز کوششیں ہیں، جو تعصب کی بنیاد پر، متعلقہ شخص کی روحانی اصلاح پر طنز کرتے ہیں۔

اتحاد کی دعوت

توحید پرست ایک واحد برادری کے طور پر

یہ تمہاری جماعت ایک ہی جماعت ہے اور میں تمہارا پروردگار ہوں تو میری ہی عبادت کیا کرو ﴿۹۲﴾

اور یہ تمہاری جماعت (حقیقت میں) ایک ہی جماعت ہے اور میں تمہارا پروردگار ہوں تو مجھ سے ڈرو ﴿۵۲﴾

مندرجہ بالا آیت ان تمام لوگوں سے مخاطب ہے جو حقیقی معنوں میں اللہ پر ایمان رکھتے ہیں، خواہ ان کا کوئی بھی تاریخی فرقہ ہو، اور اس کا اطلاق تمام انبیاء کے پیروکاروں پر ہوتا ہے۔ انبیاء نے ہمیشہ ایک ہی ضروری سچائی یعنی اللہ کے وجود اور وحدانیت اور ایک ہی اخلاقی اصول کی تبلیغ کی۔ یہ ضروری ہے کہ ایک اللہ کو تمام ماننے والے، خواہ ان کا کوئی بھی تاریخی فرقہ ہو، اپنے آپ کو "ایک برادری" سمجھیں (نیچے آیات 42:13 اور 15 دیکھیں)۔

اسی نے تمہارے لئے دین کا وہی رستہ مقرر کیا جس (کے اختیار کرنے کا) نوح کو حکم دیا تھا اور جس کی (اے محمد ﷺ) ہم نے تمہاری طرف وحی بھیجی ہے اور جس کا ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰؑ کو حکم دیا تھا (وہ یہ) کہ دین کو قائم رکھنا اور اس میں پھوٹ نہ ڈالنا۔ جس چیز کی طرف تم مشرکوں کو بلاتے ہو وہ ان کو دشوار گزرتی ہے۔ اللہ جس کو چاہتا ہے اپنی بارگاہ کا برگزیدہ کرلیتا ہے اور جو اس کی طرف رجوع کرے اسے اپنی طرف رستہ دکھا دیتا ہے ﴿۱۳﴾

جو نیک کام کرے گا اور مومن بھی ہو گا تو اس کی کوشش رائیگاں نہ جائے گی۔ اور ہم اس کے لئے (ثواب اعمال) لکھ رہے ہیں ﴿۹۴﴾

"اپنے اتحاد کو مت توڑو" تمام مذاہب میں ایک اللہ کے عقیدے پر مبنی عالمی اتحاد کا ایک واضح حوالہ ہے، مختلف برادریوں کے فائدے کے لیے تمام مختلف قوانین اور طریقوں کے باوجود۔ دیکھیں 3:19 — "اللہ کی نظر میں واحد سچا مذہب انسان کا اس کے سامنے خود سپردگی ہے،" اور 3:85 - "اگر کوئی اللہ کے آگے خود سپردگی کے علاوہ کسی اور مذہب کی تلاش میں نکلے، تو یہ کبھی نہیں ہو گا۔ اس کی طرف سے قبول کیا گیا ہے۔" اس اصول کے متوازی، اللہ کے تمام رسولوں کی طرف سے بیان کیا گیا ہے، 21:92 اور 23:52 میں واضح بیان ہے - " بے شک، اے مجھ پر ایمان لانے والو، تمہاری یہ جماعت ایک ہی امت ہے کیونکہ میں تم کو پالنے والا ہوں۔

تمام بنی نوع انسان کو اتحاد اور مساوات کی طرف بلائیں۔

تو (اے محمد ﷺ) اسی (دین کی) طرف (لوگوں کو) بلاتے رہنا اور جیسا تم کو حکم ہوا ہے (اسی پر) قائم رہنا۔ اور ان کی خواہشوں کی پیروی نہ کرنا۔ اور کہہ دو کہ جو کتاب اللہ نے نازل فرمائی ہے میں اس پر ایمان رکھتا ہوں۔ اور مجھے حکم ہوا ہے کہ تم میں انصاف کروں۔ اللہ ہی ہمارا اور تمہارا پروردگار ہے۔ ہم کو ہمارے اعمال (کا بدلہ ملے گا) اور تم کو تمہارے اعمال کا۔ ہم میں اور تم میں کچھ بحث وتکرار نہیں۔ اللہ ہم (سب) کو اکھٹا کرے گا۔ اور اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے ﴿۱۵﴾

.

ایک اللہ پر انسان کے ایمان کی اصل وحدت کی یہ خلاف ورزی تمام انسانیت کو بلاتی ہے اور انہیں ایک دوسرے کے لیے زیادہ رواداری پر آمادہ کرتی ہے- اس تلخی کی طرف اشارہ ہے جو تمام مذاہب کے مختلف فرقوں اور مکاتب فکر کے درمیان افہام و تفہیم کی راہ میں حائل ہے۔

باب 29

حضرت محمد ﷺ کا عیسائیوں کے ساتھ سلوک

آج بہت سے مسلمان یقین رکھتے ہیں کہ عیسیٰؑ کی عبادت کرنے سے، عیسائی بت پرستی کا ارتکاب کرتے ہیں، جو کہ اسلام میں نا قابل معافی گناہ ہے۔ بت پرستی کی وجہ سے عیسائیوں کو بعض اوقات اسلامی سرزمینوں میں ستایا جاتا ہے۔ جس طرح بہت سے عیسائیوں کا عقیدہ ہے کہ غیر عیسائی جہنم میں بندھے ہوئے ہیں، اسی طرح بہت سے مسلمان جو کہتے ہیں کہ غیر مسلم گمشدہ روحیں ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روایات میں سے دو نمایاں مثالیں ہیں جہاں آپ ﷺ نے چودہ سو سال پہلے اکیسویں صدی کے تکثیریت کے تصور کو عملی جامہ پہنایا۔ جہالت ہمارا مشترکہ دشمن ہے، اور بہت سے مسلمان عام طور پر عیسائیوں کے لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے احترام اور پیار سے ناواقف ہیں۔

سینٹ کیتھرین کی خانقاہ

کوہ سینا کے دامن میں سینٹ کیتھرین کی خانقاہ ہے، جسے قدیم ترین عیسائی خانقاہ کہا جاتا ہے جو اب بھی اپنے ابتدائی کام کے لیے استعمال میں ہے۔ کہا جاتا ہے کہ موسیٰ کو اس پہاڑ پر شریعت کی تختیاں ملی تھیں۔ یہ خانقاہ اسکندریہ کی سینٹ کیتھرین کے لیے وقف تھی، جو 307ء میں شہید ہو گئی تھی۔ رومی بادشاہ نے عیسائیت کو ترک کرنے سے انکار کرنے پر سینٹ کیتھرین کو سخت مارا پیٹا اور گھومنے والے

پہیے سے باندھنے کا حکم دیا۔ جب وہ اس آزمائش سے بچ گئی تو شہنشاہ نے اس کا سر قلم کرنے کا حکم دیا۔

626ء میں جب سینٹ کیتھرین خانقاہ کے ایک وفد نے مدینہ کا دورہ کیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ذاتی طور پر راہبوں کو عیسائیوں اور دیگر غیر مسلموں کے حقوق کے تحفظ کے لیے ایک چارٹر عطا کیا۔ خط میں، پیغمبر ﷺ نے اپنے پیروکاروں کو بتایا کہ عیسائیوں کو مذہب کی آزادی کا حق حاصل ہے۔ اس خط کا نسخہ جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ کے نشانات ہیں آج بھی خانقاہ کی لائبریری میں محفوظ ہیں۔ اس اہم دستاویز کا خلاصہ درج ذیل ہے۔

عیسائیوں کے لیے مذہب کی آزادی کی ضمانت ہے۔

یہ ایک خط ہے جو محمد ﷺ، ابن عبد اللہ، رسول ﷺ، نبی ﷺ، وفادار کا جاری کیا گیا ہے، جو تمام لوگوں کو اللہ کی طرف سے اس کی تمام مخلوقات کی طرف سے امانت کے طور پر بھیجا گیا ہے تا کہ ان کو آخرت میں اللہ سے کوئی عذر نہ ہو۔ بے شک اللہ قادر مطلق حکمت والا ہے۔ یہ خط اسلام قبول کرنے والوں کی جانب ہے، ایک عہد کے طور پر جو مشرق و مغرب، دور و نزدیک، عربوں اور عجمیوں، معلوم و غیر معروف کے پیروکاروں کو دیا گیا ہے۔

اس عہد کی خلاف ورزی کرنے والے مسلمان کافر ہیں۔

اس خط میں ان کو قسم دی گئی ہے کہ جو اس میں موجود چیز کی نافرمانی کرے گا وہ کافر اور اس چیز کا فاسق سمجھا جائے گا جس کا اسے حکم دیا گیا ہے۔ وہ شخص اس فہرست میں شمار کیا جائے گا جنہوں نے اللہ کی قسم کو خراب کیا، اس کے عہد نامہ کا انکار کیا، اس کی حاکمیت کو رد کیا، اس کے مذہب کی تحقیر کی اور اپنے آپ کو اس کی لعنت کا مستحق بنایا، خواہ وہ سلطان ہو یا کوئی اور اسلام کا ماننے والا۔

مسلمان عیسائیوں کی حفاظت کریں گے۔

جب بھی عیسائی راہب، عقیدت مند اور زائرین اکٹھے ہوتے ہیں، خواہ وہ پہاڑ یا وادی میں ہوں، یا کثرت سے آنے والی جگہوں میں، یا میدانوں میں، یا گرجا گھروں میں، یا عبادت گاہوں میں، ہم ان کی حفاظت کے لیے ان کی پشت پر ہوتے ہیں. میرے، میرے دوستوں اور معاونین کی طرف سے ان کو فراہم تحفظ ہو گا، کیونکہ وہ میرے شہری ہیں اور میری حفاظت میں ہیں۔ ان پر سفر کرنے یا جنگوں میں جانے یا ہتھیار اٹھانے پر مجبور نہیں کیا جائے گا، کیونکہ مسلمانوں کو ان کی حفاظت اور دوسروں کے خلاف ان کا دفاع کرنا چاہیے۔ کسی کو بھی عیسائیوں کو لوٹنے، ان کے گرجا گھروں یا عبادت گاہوں میں سے کسی کو تباہ کرنے یا خراب کرنے یا ان گھروں کے اندر موجود چیزوں کو لے کر اسلام کے گھروں تک پہنچانے کی اجازت نہیں ہے۔ اور جو وہاں سے کچھ لے جائے گا وہ، وہ ہو گا جس نے اللہ کی قسم کو خراب کیا ہے اور سچ میں اس کے رسول کی نافرمانی کی ہے۔

عیسائیوں کے لیے آزاد عدلیہ

ان کے ججوں کو تبدیل نہیں کیا جانا چاہئے اور نہ ہی انہیں ان کے دفاتر بنانے سے روکا جانا چاہئے۔ کسی کو ان کے معاملات میں مداخلت یا ان کے خلاف کوئی کارروائی کرنے کا حق نہیں ہے۔

راہبوں کے لیے امن وسکون

راہبوں کو ان کے مذہبی حکم پر عمل کرنے میں پریشان نہیں کرنا چاہئے، نہ ہی خلوت کے لوگوں کو ان کے حجروں میں رہنے سے روک دیا جانا چاہئے. میں انہیں اس چیز سے مستثنیٰ رکھوں گا جو انہیں پریشان کر سکتی ہے۔

ٹیکس سے مستثنیٰ

انہیں اپنی آمدنی میں سے کچھ نہیں دینا چاہئے لیکن وہ جو وہ اپنی مرضی سے دیں- انہیں ناراض، پریشان، یا زبردستی یا مجبور نہیں کیا جانا چاہئے. ان کے قاضیوں، راہبوں اور ان لوگوں پر جزیہ عائد نہ کیا جائے جن کا مشغلہ عبادت الٰہی ہے اور نہ ہی ان سے کوئی دوسری چیز لی جائے خواہ وہ جرمانہ ہو، ٹیکس ہو یا کوئی ناجائز حق۔ ان لوگوں سے کوئی فیس یا دسواں حصہ وصول نہیں کیا جانا چاہئے جو مقدس سرزمین کے پہاڑوں میں اللہ کی عبادت کے لئے خود کو وقف کرتے ہیں۔

یہ ان کے لیے نہیں بلکہ کسی اور چیز کے لیے ہے۔ اس کے بجائے فصلوں کے موسموں میں ان کو گندم کے ہر ارباب کے بدلے ایک

کدہ دیا جائے [تقریباً ساڑھے پانچ بشل] ان کے رزق کے طور پر، اور کسی کو یہ حق نہیں کہ وہ کہے کہ یہ بہت زیادہ ہے، یا ان سے کوئی ٹیکس ادا کرنے کو کہیں۔

عیسائیوں کے لیے احترام اور پسندیدہ درجہ

ان سے لڑائی یا جھگڑا نہ کریں بلکہ قرآن مجید کی اس آیت کے مطابق معاملہ کریں: "اہل کتاب سے لڑائی یا جھگڑا نہ کرو مگر اس میں جو بہترین ہو" (29:46)۔ اس طرح، وہ ہر اس چیز سے خوش و خرم اور محفوظ رہیں گے جو انہیں مذہب [اسلام] کی طرف دعوت دینے والوں کے ذریعہ تکلیف پہنچا سکتی ہے، وہ جہاں کہیں بھی ہوں، اور جہاں کہیں بھی رہیں۔

عیسائی خواتین کے لیے مذہب کی آزادی

اگر کسی عیسائی عورت کی کسی مسلمان سے شادی کی جائے تو ایسی شادی اس کی رضامندی کے بغیر نہیں ہونی چاہیے، اور اسے اپنے چرچ میں نماز کے لیے جانے سے نہیں روکنا چاہیے۔ اُن کے گرجا گھروں کو عزت دی جانی چاہیے، اور اُنہیں گرجا گھروں کی تعمیر یا کنوینٹس کی مرمت کرنے سے نہیں روکا جانا چاہیے۔

قیامت کے دن تک استوار رہے گا

بے شک میں ان کا معاہدہ برقرار رکھوں گا، وہ جہاں کہیں بھی ہوں، سمندر میں، خشکی پر، مشرق، مغرب، شمال یا جنوب میں۔ وہ میری

حفاظت اور میری حفاظت کے عہد نامہ میں ہیں، ان تمام چیزوں کے خلاف جن سے وہ نفرت کرتے ہیں۔ یہ مثبت طور پر اسلام کے پیروکاروں میں سے ہر ایک پر فرض ہے کہ وہ قیامت تک اور دنیا کے خاتمے تک اس عہد کی مخالفت یا نافرمانی نہ کریں۔

نجران کے عیسائی

نجران (یمن) کے ایک عیسائی وفد نے 630 میں مدینہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کی۔ سیاست، ریاست کے معاملات اور مذہب کے موضوعات زیر بحث تھے۔ حضرت عیسیٰؑ علیہ السلام کی فطرت کے علاوہ دیگر امور پر دونوں فریق متفق تھے۔

پھر اگر یہ لوگ عیسیٰؑ کے بارے میں تم سے جھگڑا کریں اور تم کو حقیقت الحال تو معلوم ہو ہی چلی ہے تو ان سے کہنا کہ آؤ ہم اپنے بیٹوں اور عورتوں کو بلائیں تم اپنے بیٹوں اور عورتوں کو بلاؤ اور ہم خود بھی آئیں اور تم خود بھی آؤ پھر دونوں فریق (اللہ سے) دعا والتجا کریں اور جھوٹوں پر اللہ کی لعنت بھیجیں﴿۶۱﴾ یہ تمام بیانات صحیح ہیں اور اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور بیشک اللہ غالب اور صاحبِ حکمت ہے ﴿۶۲﴾ تو اگر یہ لوگ پھر جائیں تو اللہ مفسدوں کو خوب جانتا ہے﴿۶۳﴾

یہ آیات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور نجران کے عیسائیوں کے ایک وفد کے درمیان ہونے والی گفتگو میں نازل ہوئیں۔ اگرچہ انہوں نے نبی ﷺ کی تجویز کردہ "نماز کے ذریعے آزمائش" (مباہلہ) سے انکار کر دیا، لیکن انہوں نے انہیں ایک معاہدہ دیا جس میں ان کے

تمام شہری حقوق اور ان کے مذہب کے آزادانہ استعمال کی ضمانت دی گئی۔ ایک مخصوص رقم اور مختلف قسم کی خدمات کے بدلے میں، نجران کے لوگوں کو ایک معاہدہ دیا گیا، جس کی ایک نقل ایک ابتدائی مورخ نے محفوظ کر رکھی ہے: "وہ اللہ کی حفاظت اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کے حقدار ہیں۔ اللہ کی، جس کی حفاظت میں ان کے افراد، مذہب، زمینیں اور املاک شامل ہوں گی۔ ان میں سے وہ لوگ جو غائب ہیں اور وہ بھی جو اپنے اونٹ، قاصد، اور تصاویر [چرچ کی تصویریں اور صلیبیں] پیش کر رہے ہیں۔ ان کی حیثیت کو تبدیل نہیں کیا جائے گا اور نہ ہی ان کی مذہبی خدمات یا تصاویر میں کوئی تبدیلی کی جائے گی۔ کسی بشپ، راہب، یا چرچ کے کسی سیکسٹن کو اس کے دفتر سے ہٹانے کی کوئی کوشش نہیں کی جائے گی، چاہے وہ بڑا ہو یا چھوٹا دفتر جو ہر ایک کے کنٹرول میں ہے۔ ان عیسائیوں کو زمانہ جاہلیت میں کسی غلط کام یا خونریزی کا ذمہ دار نہیں ٹھہرایا جائے گا۔ انہیں نہ تو فوجی خدمت میں بلایا جائے گا اور نہ ہی دسواں حصہ ادا کرنے پر مجبور کیا جائے گا۔

مسجد نبوی ﷺ میں چرچ کی سہولت

دوسرے تمام عیسائیوں کی طرح، نجران کے عیسائیوں کے وفد نے برقرار رکھا کہ عیسیٰؑ "اللہ کے بیٹے" تھے اور اس لیے اللہ کا اوتار ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بات چیت کے اختتام پر عیسائیوں نے دعا کرنا چاہی۔ چونکہ مدینہ میں کوئی کلیسا نہیں تھا، اس لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اپنی مسجد میں اپنی خدمات انجام دینے کی دعوت دی، مزید کہا، "یہ اللہ کے لیے مخصوص جگہ ہے۔" پہلے چرچ کی

سہولت ایک اسلامی مسجد میں منعقد ہوئی، جو مذہبی مساوات کا ایک مثالی مظاہرہ تھا۔ عرب کے مشرکین کو مسجد نبوی ﷺ میں عبادت کرنے کی اجازت نہیں تھی۔ فتح مکہ کے بعد عرب کے مشرکین پر خانہ کعبہ میں داخلے پر پابندی لگادی گئی۔ یہ اس بات کی روشن مثالیں ہیں کہ اللہ کے نبی ﷺ نے عیسائیوں کے ساتھ کیا سلوک کیا۔

یکتا پرستانہ عقائد میں یہودی، صابی، عیسائی اور مجوسی

اور اسی طرح ہم نے اس قرآن کو اُتارا ہے (جس کی تمام) باتیں کھلی ہوئی (ہیں) اور یہ (یاد رکھو) کہ اللہ جس کو چاہتا ہے ہدایات دیتا ہے ﴿۱۶﴾ جو لوگ مومن (یعنی مسلمان) ہیں اور جو یہودی ہیں اور ستارہ پرست اور عیسائی اور مجوسی اور مشرک۔ اللہ ان (سب) میں قیامت کے دن فیصلہ کر دے گا۔ بے شک اللہ ہر چیز سے باخبر ہے ﴿۱۷﴾

آیت 22:16 میں یہودیوں، مسلمانوں اور صابیوں کے ساتھ زرداسٹر (جادوگر) اور عیسائیوں کے پیروکار یکتا پرستانہ عقیدے کے زمرے میں شامل ہیں۔ عیسائی اور مجوسی ان لوگوں میں شامل نہیں ہیں جو اللہ کے علاوہ کسی چیز کو الوہیت قرار دینے پر تلے ہوئے ہیں۔ زرتشتی ایک اللہ پر یقین رکھتے ہیں جسے احورا مزدا (حکمت مند یا اچھا رب) کہا جاتا ہے، جس نے دنیا کو تخلیق کیا۔ زرتشتی مذہب میں دوہریت اچھائی اور برائی کی مکمل علیحدگی اور ایک بری روح کا وجود ہے جو طاقتوں کے ساتھ اللہ کی طاقت کا مقابلہ کرتی ہے۔ ایسا لگتا ہے کہ صابی یہودیت اور عیسائیت کے درمیان ایک توحید پرست مذہبی گروہ تھے۔ وہ یوحنا بپتسمہ دینے والے کے پیروکار تھے۔

"جو لوگ اللہ کے سوا کسی اور مخلوق کو الوہیت قرار دینے پر تلے ہوئے ہیں" وہ اس کی وحدانیت اور انفرادیت کے اصول کو مسترد کرتے ہیں (22:17) ۔ اللہ قیامت کے دن انصاف کے ساتھ ان کی تقدیر کا فیصلہ کرے گا، اور ان کی من مانی مذمت نہیں کی جائے گی۔

حق کی حدود سے تجاوز نہ کریں۔

کہو کہ اے اہل کتاب! اپنے دین (کی بات) میں ناحق مبالغہ نہ کرو اور ایسے لوگوں کی خواہشوں کے پیچھے نہ چلو جو (خود بھی) پہلے گمراہ ہوئے اور اَور بھی اکثروں کو گمراہ کر گئے اور سیدھے رستے سے بھٹک گئے ﴿۷۷﴾

اے اہل کتاب اپنے دین (کی بات) میں حد سے نہ بڑھو اور اللہ کے بارے میں حق کے سوا کچھ نہ کہو۔ عیسیٰؑ (یعنی) مریم کے بیٹے عیسیٰؑ (نہ اللہ تھے نہ اللہ کے بیٹے بلکہ) اللہ کے رسول اور کا کلمہٗ (بشارت) تھے جو اس نے مریم کی طرف بھیجا تھا اور اس کی طرف سے ایک روح تھے تو اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لاؤ۔ اور (یہ) نہ کہو (کہ اللہ) تین (ہیں۔ اس اعتقاد سے) باز آؤ کہ یہ تمہارے حق میں بہتر ہے۔ اللہ ہی معبود واحد ہے اور اس سے پاک ہے کہ اس کے اولاد ہو۔ جو کچھ آسمانوں میں اور جو کچھ زمین میں ہے سب اسی کا ہے۔ اور اللہ ہی کارساز کافی ہے ﴿۱۷۱﴾ عیسیٰؑ اس بات سے عار نہیں رکھتے کہ اللہ کے بندے ہوں اور نہ مقرب فرشتے (عار رکھتے ہیں) اور جو شخص اللہ کا بندہ ہونے کو موجب عار سمجھے اور سرکشی کرے تو اللہ سب کو اپنے پاس جمع کر لے گا ﴿۱۷۲﴾

یہ اقتباسات عیسائیوں کیساتھ مخاطب ہیں، جن کی حضرت عیسیٰؑ علیہ السلام سے محبت نے انہیں الوہیت کے مرتبے پر فائز کر کے سچائی کی حدوں سے دور کیا ہے، اور وہ اس دعوے پر قائم ہیں۔ بہت سی کمیونٹیز اپنے روحانی پیشواوں سے الوہیت کو منسوب کرنے کے لیے آئی ہیں- ایک ایسا واقعہ جو مذاہب کی تاریخ میں اکثر دیکھنے میں آتا ہے۔ چونکہ عیسائیوں کو مخاطب کیا جاتا ہے، اس تناظر میں کتاب (کتاب) کی اصطلاح کو "انجیل" کے طور پر پیش کیا جاتا ہے۔ قرآن بتاتا ہے کہ حضرت عیسیٰؑ علیہ السلام، دوسرے تمام انسانوں کی طرح، اس کی تخلیق کردہ ایک روح تھے۔

مجوسیوں اور عیسائیوں کو یکتا عقیدے میں کیوں شامل کیا جاتا ہے؟

اگلا سوال یہ ہے کہ مجوسیوں اور عیسائیوں کو یکتا پرستانہ عقیدے میں کیوں شامل کیا گیا ہے، حالانکہ وہ اللہ کے علاوہ دیگر مخلوقات کو اللہ کی صفات سے منسوب کرتے ہیں۔ کچھ مسلمان یہ استدلال کرتے ہیں کہ قرآن حضرت عیسیٰؑ علیہ السلام کی زندگی کے دوران پہلے کے وحدت پسند عیسائیوں کی طرف اشارہ کر رہا ہے نہ کہ آج کے تثلیثی عیسائیوں کی طرف۔ اس دلیل کی غلطیت مجوسیوں کی شمولیت کی وجہ سے واضح ہو جاتی ہے، جو اللہ کی دوئی پر یقین رکھتے ہیں۔

اعمال کے پیچھے نیت کا عمل دخل

عیسائی اور مجوسی دونوں صرف ایک اللہ کی عبادت کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ جادوگر صرف اہورامزدا (حکمت مند یا اچھے رب) کی پوجا کرتے ہیں نہ کہ بدروح کی۔ عیسائی "شرک" کے گناہ کے مجرم ہیں (اللہ کے سوا کسی کو یا کسی چیز کو الوہیت قرار دینا) لیکن شعوری طور پر دیوتاؤں کی کثرت کی پرستش نہیں کرتے ہیں۔ نظریاتی طور پر، ان کا نظریہ ایک اللہ میں اعتقاد کو پیش کرتا ہے، جو اپنے آپ کو پہلوؤں کی تثلیث، یا "افراد" کے طور پر ظاہر کرتا ہے، جن میں سے عیسیٰؑ کو ایک سمجھا جاتا ہے۔ عیسیٰؑ کی ان کی پرستش شعوری ارادے پر مبنی نہیں ہے بلکہ ان کی محبت اور ان کی تعظیم میں سچائی کی حدوں سے تجاوز کرنے سے بہتی ہے۔ اسلام میں اعمال کا فیصلہ نیتوں پر ہوتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے اور ہر شخص کو اس کی نیت کے مطابق اجر ملے گا۔"

عیسیٰؑ کی عبادت سے پرہیز کریں۔

قرآنی نقطہ نظر سے، یہ بہتر ہے کہ عیسائی اللہ کی عبادت کریں اور عیسیٰؑ کی عبادت کرنے سے گریز کریں کیونکہ وہ ایک انسان تھے نہ کہ اللہ کا اوتار۔ عیسیٰؑ کسی بھی انسان کی طرح پیدا ہوئے تھے، اور انہوں نے کھایا پیا اور آسمان پر اٹھائے گئے۔ اللہ کسی سفارش کا محتاج نہیں کیونکہ اللہ سب کچھ جانتا ہے۔ کوئی بھی ایسی چیز نہیں ہے جسے اللہ نہیں جانتا۔ غیر معیاری شفاعت، خواہ وہ حضرت عیسیٰؑ علیہ السلام کے ذریعے ہو یا محمد ﷺ کے ذریعے، اسلامی تعلیمات کے منافی ہے۔

نیک عیسائیوں کے لیے ایک جنت

قرآن واضح طور پر کہتا ہے کہ نیک عیسائی جنت میں داخل ہوں گے، بت پرست نہیں جیسے کافر عرب۔

(اے پیغمبر ﷺ!) تم دیکھو گے کہ مومنوں کے ساتھ سب سے زیادہ دشمنی کرنے والے یہودی اور مشرک ہیں اور دوستی کے لحاظ سے مومنوں سے قریب تر ان لوگوں کو پاؤ گے جو کہتے ہیں کہ ہم نصاریٰ ہیں یہ اس لیے کہ ان میں عالم بھی ہیں اور مشائخ بھی اور وہ تکبر نہیں کرتے ﴿۸۲﴾ اور جب اس (کتاب) کو سنتے ہیں جو (سب سے پہلے) پیغمبر (محمد ﷺ) پر نازل ہوئی تو تم دیکھتے ہو کہ ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے ہیں اس لیے کہ انہوں نے حق بات پہچان لی اور وہ (اللہ کی جناب میں) عرض کرتے ہیں کہ اے پروردگار ہم ایمان لے آئے تو ہم کو ماننے والوں میں لکھ لے ﴿۸۳﴾ اور ہمیں کیا ہوا ہے کہ اللہ پر اور حق بات پر جو ہمارے پاس آئی ہے ایمان نہ لائیں اور ہم امید رکھتے ہیں کہ پروردگار ہم کو نیک بندوں کے ساتھ (بہشت میں) داخل کرے گا ﴿۸۴﴾ تو اللہ نے ان کو اس کہنے کے عوض (بہشت کے) باغ عطا فرمائے جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں وہ ہمیشہ ان میں رہیں گے اور نیکو کاروں کا یہی صلہ ہے ﴿۸۵﴾ اور جن لوگوں نے کفر کیا اور ہماری آیتوں کو جھٹلایا وہ جہنمی ہیں ﴿5:82:86﴾

یہ بات قابل ذکر ہے کہ قرآن نے عیسائیوں کو ان لوگوں میں شامل نہیں کیا جو اللہ کے علاوہ کسی چیز کو الوہیت قرار دینے پر تلے ہوئے

ہیں۔ اوپر کا آخری جملہ واضح طور پر بتاتا ہے کہ نیک عیسیٰؑ جنت میں ان بت پرستوں کے مقابلے میں داخل ہوں گے جن کا مقدر بھڑکتی ہوئی آگ ہے۔ باب 22 میں 4:171-172 کی وضاحت دیکھیں۔

امید کی کرن

آخر میں، میں اس جلد کو ایک پُر امید نوٹ پر ختم کرنا چاہوں گا۔ محمد ﷺ کی زندگی اور میراث کے جائزہ میں، ممتاز عالم کریگ کونسیڈین محمد ﷺ کی تعلیمات اور مثالوں کا سماجی تجزیہ پیش کرتے ہیں۔ اس عالم کے مطابق، پیغمبر ﷺ نے مذہبی تکثیریت کو قبول کیا، ایک شہری قوم کا تصور کیا، نسل پرستی کے خلاف کھڑے ہوئے، علم کے حصول کی وکالت کی، خواتین کے حقوق کا آغاز کیا، اور سنہری اصول کی پیروی کی۔ ذیل میں کریگ کونسیڈین کی کتاب کے دیباچے سے اقتباسات ہیں، دی ہیومینیٹی آف محمد ﷺ، ایک کرسچن کا ویو۔

"میں نے یہ کتاب عیسائیوں اور مسلمانوں کے درمیان افہام و تفہیم اور امن کے مضبوط پل بنانے، ہماری مشترکہ انسانیت کو بلند کرنے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت کا دفاع کرنے کے لیے لکھی ہے، جنہیں پوری تاریخ میں بہت سے عیسائیوں نے عیسیٰؑ کے مخالف کے طور پر دکھایا ہے۔ مجھے امید ہے کہ جو مسلمان اس کتاب کو پڑھتے ہیں وہ مستقبل میں 'مغربی دنیا' اور 'مسلم دنیا' دونوں میں عیسائیوں اور مسلمانوں کے درمیان بہتر تعلقات کے امکانات کے بارے میں حوصلہ افزائی محسوس کرتے ہیں۔ میری خواہش ہے کہ

محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی انسانیت مزید مسلمانوں کے دل اور دماغ کھولے گی تاکہ وہ عیسائیوں کو زیادہ انسانی روشنی میں دیکھ سکیں۔ سب سے بڑا چیلنج یہ ہے کہ مندرجہ ذیل صفحات مؤثر طریقے سے عیسائیوں کے دلوں اور دماغوں تک پہنچیں جو اسلامی روایت، خود مسلمانوں اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں سنسنی خیز خیالات رکھتے ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ آنے والے الفاظ عیسائیوں کو قبول کرنے اور یہاں تک کہ مسلمانوں سے محبت کرنے کی حوصلہ افزائی کریں گے، کیونکہ محبت وہی ہے جس کا حضرت عیسیٰؑ نے اپنے پیروکاروں کو حکم دیا تھا۔

میرا عیسیٰؑ کا عقیدہ مجھے اسلامی روایت اور خود مسلمانوں سے عزت، ہمدردی اور امن کے ساتھ سامنا کرنے پر مجبور کرتا ہے۔ لوگ عیسیٰؑ کی تعلیمات کے نقطہ نظر کو مکمل طور پر کھو دیتے ہیں اگر وہ ان اصولوں کو اپنی روزمرہ کی زندگی میں مجسم نہیں کرتے اور زندگی گزارتے ہیں۔

References

Ali, Ameer. *A Short History of the Saracens*. Boston: Adamant Media Corporation, 2004.

Ali, Ameer. *The Spirit of Islam*. Whitefish Montana: Kessinger Publishing, 2003.

Armstrong, Karen. *Islam A Short History*. New York: Random House, 2002. Armstrong, Karen. *A History of God*. New York: Ballantine Books, 1993.

Asma Afsaruddin, Seyyed Hossein Nasr. Ali Muslim Caliph Britanica.com. Buchanan, Patrick. *The Death of the West*. New York: St. Martin's Griffin, 2002.

Carlyle, Thomas. *The Hero as Prophet*. Seattle: CreateSpace Independent Publishing, 2011. Esposito, John L. Islam. *The Straight Path*. Oxford University Press, 2010.

Haykal, Husein. *The Life of Muhammad*. American Trust Publications, 2005. Hitti, Philip K. *Islam: A Way of Life*. South Bend Indiana, 1970.

Holt, Lambton, and Lewis. *The Cambridge History of Islam*, New York, 1970.

Kunselman, David E. Arab-Byzantine War, 629-644 AD, Master of Military Art and Science and Military History.

Lewis, Bernard. *What Went Wrong?* New York: Harper Perennial, 2003.

New World Encyclopedia. Ali Ibn Talib Parrinder, Geoffrey. World's Religions. New York, 1971.

Radford, Mary F. *The Inheritance Rights of Women Under Jewish and Islamic Law*. Boston College International and Comparative Law Review, Volume 23, Issue 23, 2000.

Smith, Huston. *The Religions of Man*. Chapter on Islam, pages 193-224, New York, 1964.

Encyclopedia Britannica (2004): Islam, Shariah.

The Reader's Digest Bible (1982).

The Holy Bible (authorized King James Version).

The Cambridge History of Islam. Patriarchal And Umayyad Caliphates

Allen, Jayne. *Jefferson's Declaration of Independence, Origins, Philosophy and Theology*. Lexington, University of Kentucky Press, 2000.

Encyclopedia Britannica: Moses, Christianity, Jesus Christ, Synoptic Gospels, Constantine, Original Sin, Salvation, Saint Paul, Biblical literature, 2004.

Mark D. Siljander: *A Deadly Misunderstanding—A Congressman's Quest to Bridge the Muslim- Christian Divide.* San Francisco: Harper One, 2008.

William Muir. "The Caliphate: Its Rise, Decline and Fall."